# مسلمانو! حیاتِ جاوداں پانے کے دن آئے

عبدالرشید ارشد

شاعرِ احرار، مرحوم جانباز مرزا کے اشعار میں اُن کی روح سے معذرت کرتے ہوئے تھوڑا سا تصرف کریں تو آج کا منظر نامہ یہی کچھ سامنے لاتا ہے۔ مرحوم نے یہ اشعار ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران پڑھے تھے:

مسلمانو! حیاتِ جاوداں پانے کے دن آئے　　خدا کی راہ میں مٹ کر سنور جانے کے دن آئے
اگر دین و وطن باقی ، تمہاری آبرو باقی　　وگرنہ پھر غلامی میں الجھ جانے کے دن آئے
بھڑک اٹھے ہیں پھر سے آتشِ نمرود کے شعلے　　اُنہی کو آج ابراہیم بن کے دکھلانے کے دن آئے

آج کا نمرود بلا شک وشبہ جو شعلے بھڑکا چکا ہے اور جس طرح انھیں ہوا دے کر ہر لحہ تیز سے تیز کر رہا ہے۔ وہ کسی کی نظر سے بھی اوجھل نہیں ہیں۔ یہ شعلے افغانستان میں بھڑکائے گئے، عراق کو لپیٹ میں لیا گیا اور آج یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دروازوں کو جھلس کر، راکھ بناتے اندر آنے کے لیے بے قرار ہیں۔ آج کا نمرود امریکی صدر بش جونیئر ہے۔ جب کہ کل اس کا باپ بش سینئر تھا۔ ہر نئے آنے والے نے پہلے سے آگے قدم رکھا۔

امریکی صدر اور اس کی اسٹیبلشمنٹ کا طریقہ واردات یہ رہا ہے کہ جھوٹے الزامات تسلسل سے جاری رکھو۔ مسلسل ملاقاتوں سے حکمرانوں کو ڈراؤ دھمکاؤ اور ضمیر کی قیمت بھی لگاؤ اور پھر ایک دم اُن پر پل پڑو۔ یہ فارمولا افغانستان میں دہرایا گیا۔ اسامہ اور ملا عمر کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر تباہ کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ صدام حسین پر بے تحاشا الزامات لگائے گئے، عراق میں انتہائی تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے ڈھیر بتائے گئے، ایٹم کی تیاری میں مطلوب تھیوری پکڑی گئی جو بعد میں کسی ریسرچ سکالر کا مقالہ ثابت ہوئی۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان ایٹمی قوت ہونے کے ناتے سے اسرائیل کا دشمن نمبر ایک ہے۔ جس کا برملا اظہار اسرائیلی وزیر اعظم بن گوریان نے ۱۹۶۷ء میں کیا تھا اور امریکہ چونکہ اسرائیل کا سرپرست اعلیٰ ہے یا صحیح معنوں میں زر خرید غلام ہے کہ مالی بحران میں اسرائیلی/صہیونی سرمایہ اس کا سہارا بنتا ہے۔ اس لیے افغانستان کو بہانہ بناتے، وہ پاکستان پر دانت تیز کیے بیٹھا ہے اور ہماری بصیرت کا دیوالیہ پن کہ ہم اُسے ''جگری یار'' کا درجہ دیئے ہوئے ہیں۔ اور اس کے ''گاجر اور چھڑی'' کے فلسفے کو سمجھنا نہیں چاہتے۔

آج امریکی اسٹیبلشمنٹ ہر دوستی کے دعوے کو بالائے طاق رکھتے ،فوجی کارروائی کی نوید سناتے ہیں اور پاکستانی اسٹیبلشمنٹ بھیڑیئے کے سامنے بھیڑ کے بچے کی طرح ممناتے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے دیکھی جارہی ہے۔وزیر دفاع کا بیان کہ ۳۰ ہزار فٹ کی بلندی سے ہونے والے حملوں کے سامنے ہم بے بس ہیں، انتہائی شرمناک ہے۔امریکہ کے ماضی کو دیکھتے ہم نے بہت پہلے اپنے حکمرانوں اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ:

> ''امریکہ کے اس ''درخشاں طوطا چشم'' ماضی کو دیکھتے ہوئے اگر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صاحبِ بصیرت افراد اپنی سرکار کو یہ کہیں کہ مستقبل قریب میں آپ بھی اپنے جگری یار امریکہ کے فرینڈلی فائر کا ٹارگٹ بننے والے ہیں تو ان کو بے عقل کا طعنہ دیا جاتا ہے......اگر دو اور دو چار کی زبان میں ہم اپنا نقطۂ نظر حکومت کے سامنے رکھنا چاہیں تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ امریکہ کی نکیل یہود کے ہاتھوں میں ہے۔ امریکہ محض غلام ہے۔جس سے لیے جانے والے کام کی تمام تر تفصیلات صہیونیوں نے طے کررکھی ہیں اور یہود کے نزدیک دنیا میں پاکستان ہی اُن کا دشمن نمبر ایک ہے۔اگر ہم یہ دونوں باتیں ثابت کردیں تو یہ سمجھ لینے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی کہ اور کوئی ہو نہ ہو عراق کے بعد ''سب سے پہلے پاکستان'' ضرور ہے۔'' (آخری صلیبی جنگ، حصہ چہارم، مضمون محررہ، ۳۱ / مارچ ۲۰۰۳ء)

پاکستان ایک عرصے سے فرینڈلی فائر کی زد میں ہے بالواسطہ بھی اور بلاواسطہ بھی۔یہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

۳۱ / مارچ ۲۰۰۳ء کو اپنے اخبارات وجرائد کے لیے لکھے گئے اس مضمون بہ عنوان ''فرینڈلی فائر کا اگلا ٹارگٹ کون؟'' ''کیا امریکہ کے نزدیک پاکستان برائی کا محور ہے؟'' میں یہ بھی عرض کیا تھا کہ:

> ''اگر پاکستان کی اعلیٰ قیادت نے اجتماعی خودکشی کا فیصلہ نہیں کیا ہے تو آنکھیں کھول کر ایسے عملی اقدامات کرنے کی منصوبہ بندی کرکے قوم کو پیش آمدہ حالات سے متعلق اعتماد میں لینا چاہیے۔الہ دین کا کوئی چراغ ایسا نہیں ہے جو عین موقع پر رگڑ کر مصائب ومشکلات پر قابو پالیا جائے۔تیاری میں وقت لگتا ہے......دشمن کو دشمن جان لینے میں سُبکی کا کوئی پہلو نہیں ہے۔Know the enemy کہنے والے یقیناً تجربہ کار، باشعور اور صاحبانِ فہم وفراست تھے۔امن کی تسبیح کا ایک لاکھ ورد کرنے پر بھی امن نہیں ملتا نہ ہی اس سے دشمن کی فطرت بدلتی ہے۔''
>
> ''آخری بات یہ کہ پاکستانی قیادت کے ''جگری یار'' بش کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ فوج کشی کرکے ''بدنامی'' مول لے۔بش یہ کام اپنے فوجی حلیف بھارت سے بھی لے سکتا ہے اور افغانستان کے کرزئی سے بھی۔جس نے پاکستان کو سینڈوچ بنانے کی خاطر دونوں سے قیمتی روابط قائم کررکھے ہیں۔''
>
> (آخری صلیبی جنگ چہارم،ص:۱۷۶)

پاکستان کو بدی کا محور ثابت کرنے کے لیے یہود کی بلا معاوضہ خدمات حاضر ہیں کہ وہ ہر قیمت ادا کرکے ملتِ اسلامیہ کے خلاف الزامات اور ''شہادتیں'' تخلیق کرنے میں یدطولیٰ رکھتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیے یہ مختصر اقتباس:

''ہمارے سامنے لوئس مارشل کا نظریہ ہے کہ ''صیہونیت کے منصوبے کی تکمیل کے لیے ایک وقوعہ مطلوب ہوتا ہے۔ یہ وقوعہ انتہائی مؤثر ہتھیار لٹکانے والا کھونٹا ہے۔'' (Pawns in the Game, Pg:88)

افغانستان پر منصوبے کی تکمیل کے لیے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کا مطلوبہ وقوعہ تخلیق کیا گیا۔ عراق پر صدام کے ''مظالم سے نجات'' تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کا وقوعہ سامنے لایا گیا اور پاکستان پر فرینڈلی فائر کے لیے کابل میں بھارتی سفارت خانے پر آئی ایس آئی کا حملہ گھڑ لیا گیا۔ قبائلی علاقوں میں ملا عمر اور اسامہ بن لادن کی موجودگی، طالبان کا دوبارہ منظّم ہونا، پاکستانی طالبان کا افغانستان میں نیٹو افواج کو نقصان پہنچانا اور مستقبل میں امریکہ و یورپ کو نائن الیون طرز کے حملوں کا خطرہ پایا جانا، پاکستان کے بدی کا محور ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور امریکہ کا حق ہے کہ جہاں سے اُسے عالمی امن کے خطرہ کی بو آئے وہاں وہ ہر اخلاقی اور بین الاقوامی ضابطے کو پامال کر کے حملے کر دے۔

عالمی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کی فرنٹ لائن سٹیٹ خطیر رقم لینے کے باوجود ڈالر دینے والوں کی توقعات پر پوری نہیں اُتری، اس لیے امریکہ کے لیے ناگزیر ہو گیا ہے کہ وہ کچھ کرے۔ یہ ''کچھ'' کیا ہے؟ بھارت سے کہہ کر سرحدی چھیڑ چھاڑ شروع کروائے جو چند ہفتوں سے شروع ہے۔ ثانیاً افغانستان کے کرزئی کو آگے بڑھائے، پہلے الزامات لگیں پھر بارڈر پر کارروائی ہو اور اتحادی افواج ''بہ امر مجبوری'' کرزئی حکومت کی مدد کو لپکتے پاکستان کے قبائلی علاقوں کو فرینڈلی فائر کی زد میں لے آئیں۔ ثالثاً پاکستان کے مختلف طبقات میں ضمیر کی قیمت لگاتے میر جعفر و صادق پیدا کریں جو ایک طرف مسلمانوں کی صفوں میں مذہبی، علاقائی، لسانی انتشار پیدا کریں تو دوسری طرف قومی مورال کو گھُن لگائیں کہ سپر پاور کے منہ نہیں لگنا چاہیے ورنہ پتھر کا زمانہ پہلے سے پاکستانی قوم کا منتظر ہے۔ یہ ہے صورت حال۔

امریکی حکومت ایک طرف تو پاکستان کے خلاف جارحیت کا عندیہ ظاہر کر رہی ہے جس میں اُسے کوئی جھجک، کوئی شرم و حیا محسوس نہیں ہوتا اور دوسری طرف پاکستان کو دی جانے والی تین گنا زیادہ امداد کا ''مژدہ'' سنا رہی ہے۔ یہ ہے چھڑی اور گاجر Carrot and stick کا کھیل۔

ہماری مذکورہ گزارشات اور خدشات کسی ظنّ و تخمین کی بنیاد پر نہیں ہیں بلکہ ملکی و غیر ملکی میڈیا پکار پکار کر اس کی تائید کر رہا ہے۔ وزیراعظم پاکستان خود اعلان فرما رہے ہیں کہ ایک اور نائن الیون سامنے کھڑا آنکھیں دکھا رہا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے چند خبریں اور اداریئے:

☆ ''فاٹا میں غیر ملکیوں کی موجودگی سے ایک اور نائن الیون کا خطرہ ہے۔'' (وزیراعظم: ''نوائے وقت'' ۱۵ رجولائی)

☆ ''افغانستان میں حالیہ حملوں کے ذمہ دار پاکستانی انٹیلی جنس ادارے ہیں۔'' (کرزئی: ''نوائے وقت'' ۱۵ رجولائی)

☆ ''ہیلی کاپٹروں، ٹینکوں، توپوں اور جدید اسلحہ سے لیس اتحادی فوج کی پاکستانی سرحد کے قریب نقل و حرکت میں اضافہ۔'' (''نوائے وقت'' ۱۶ رجولائی)

☆ ''القاعدہ پاکستان میں مضبوط ہو رہی ہے صرف بغداد نہیں کراچی پر بھی توجہ دوں گا۔'' (بارک اوباما)
(امریکی صدارتی امیدوار کا عزم کہ وہ کراچی کو بھی نشانہ بنائے گا) (''نوائے وقت'' ۱۶ر جولائی)

۱۶ر جولائی کے ''نوائے وقت'' کے اداریہ میں بڑی وضاحت اور دردمندی سے حالات کا تجزیہ کرتے کہا گیا ہے کہ:

> ''......افغانستان اور بھارت نے پاکستان کو بدنام اور علاقائی سیاست میں غیر موثر کرنے کے لیے روزِ اوّل سے یہ حکمتِ عملی اختیار کی ہے کہ وہ اس کے قبائلی علاقوں کو دہشت گردوں اور انتہا پسندوں کی نرسری قرار دے کر امریکہ و یورپ کو ڈراتے رہتے ہیں اور اس کے عوض مخصوص مفادات حاصل کرنے میں مصروف ہیں......وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کے اعتراف کے بعد جنگ کا خطرہ پاکستان کی سرحدوں پر منڈلا رہا ہے جسے موجودہ حکومت اپنی بے تدبیری سے مزید قریب قریب لا رہی ہے۔ حالانکہ نائن الیون میں پاکستان کسی بھی طرح ملوث نہ تھا اور نہ ہی اب تک امریکہ یہ ثابت کر سکا کہ افغانستان اس میں ملوث تھا۔''

پاکستان کے ساتھ امریکہ کا رویہ اس عقلمند چور سے بہت زیادہ مماثلت رکھتا ہے جو گھر میں چوری کی واردات کو روکنے والے کتے کے لیے کسی گائے بھینس کے سینگ میں قیمہ بھر کر لے آتا ہے اور کتے کے بھونکنے سے پہلے ہی اس کے سامنے قیمہ بھرا سینگ پھینک دیتا۔ محافظ کتا قیمہ سینگ سے نکالنے میں مصروف ہو جاتا ہے اور چور اپنے مشن میں کہ اب اُسے کوئی خطرہ باقی نہ رہتا۔ پاکستان نے جس روز سے فرنٹ لائن سٹیٹ کا اعزاز پانے کا عزم کرتے امریکہ کے سامنے سجدہ کیا، اسی روز سے قیمہ بھرا سینگ اسے بصورت ''امریکی امداد'' مل گیا۔ حکمران اور اُن کی اسٹیبلشمنٹ سینگ سے قیمہ نکال کر انجوائے کرنے میں مصروف ہے تو امریکی اتحادی جاسوس طیارے، ہیلی کاپٹر پاک فوج کے جوانوں اور سویلین قبائل کا لہو پینے میں مصروف ہیں۔

حکومتِ پاکستان اپنے جوانوں کی ہلاکتوں پر احتجاج کرتی ہے پھر شدید احتجاج کرتی ہے اور وہ اپنے ''کام'' میں مصروف ہیں کہ حمیت وغیرت سے عاری احتجاج اُن کی فطرت نہیں بدل سکتا۔ اس احتجاج اور ڈھنائی پر یہ حکایت پوری طرح فٹ بیٹھتی ہے کہ کس گلی میں ایک اُجڈ پنجابی رہتا تھا تو اس کا ہمسایہ اردو بولنے والا تھا جس کی زبان خوب چلتی تھی۔ ایک روز دونوں گھروں کے بچے کسی بات پر اُلجھ پڑے۔ پنجابی بچے کا ہاتھ چلا تو دوسرے کی زبان چلی۔ شور سن کر پٹنے والے بچے کا بھائی باہر نکلا تو وہ کہنے لگا کہ مجھے تو مارا ہے میرے بھائی کو مار کے دیکھ۔ بھائی آگے بڑھا تو اس نے اُسے بھی دو ہاتھ دیئے۔ شور بڑھا تو باپ نکلا۔ لڑکے نے پھر کہا کہ میرے بھائی کو تو مارا ہے میرے باپ کو مار کے دیکھ۔ اب کے مار سالے، غرض باپ پٹ گیا۔ ہم پٹ رہے ہیں اور بیان بازی کر رہے ہیں کہ ''اب کے مار''۔ شاید یہ صورتِ حال اس وقت تک قائم رہے گی جب تک کہ سامنے پڑی ہڈی سے سارا قیمہ کھایا نہیں جاتا۔

اہلِ وطن کے لیے اب صرف حیاتِ جاوداں پانے کے لیے لپکنے کا آخری موقع ہے۔ اگر امریکی جارحیت کا آغاز ہوتا ہے تو ہر مسلمان پر جہاد بھی فرض ہو جاتا ہے۔